OPEN ACCESS: Al Khadim Research Journal of Islamic Culture and Civilization
ISSN (ONLINE): 2710-0235 & ISSN (PRINT): 2710-0227
https://www.arjicc.com

امام الماوردی کی عسکری وسیاسی حکمت عملیوں کا علمی و تحقیقی جائزہ

Critical analysis of Imam Al-Mawardi's Political and Military Maneuverers

Dr. Inayat ullah
Assistant Professor, Govt College of Management Sciences Timergara, Dir Lower.

Dr. Muhammad Shoaib
Arabic Teacher, Govt High School Babagam, Dir Lower, KPK.

Received on: 05-04-2025 Accepted on: 06-05-2025

Abstract:

Islam is the religion of peace and it's the only religion from Allah Almighty. It is the predominant religion, Allah Almighty spread this religion unprecedentedly all over the world. In the period of savagery, rapine and killing was considered as a sign of glory and arrogance, people fought for years for frivolous and insignificant matters and they became bloodsuckers of each other. Islamic teachings and principles annulled all such barbaric practices, however, to completely abolish internal and external riots, Prophet (SAW) and his followers were commanded to engage in Ghazwat and battles. With the grace of Almighty Allah as well as leadership of Prophet (SAW), Muslims won all those battles. Due to great political, military and defensive tactics of Prophet (SAW), Allah Almighty bestowed Muslims with great successes. Along with other subjects, a chapter named "Al-AMARAT-AL-JEHAD"is included by Al-Mawardi in his famous book "AL-AHKAM-AL -SULTANIA", which include: military management, commanders' as well as military soldiers' responsibilities and their behavior toward enemies. In this research we are discussing Al-Mawardi's concepts with details.

Keyword: Al_ Mawardi, Principles of war, Duties of Commander-in-Chief, Duties of soldiers.

تمہید و تعارف:

انسانی تاریخ میں اسلام کی اضافے نے انسانی دنیا کی کایا پلٹ دی ہے، عقائد و عبادات ہو یا تہذیب و ثقافت، اجتماعی رسوم ورواج ہو، یا انفرادی طور طریقے، معاشرت ہو یا معیشت، غرض زندگی کے ہر موڑ پر اسلام نے ایسی رہنمائی فراہم کی ہے کہ جس کے سامنے زندگی کے دیگر تمام نظریئے و فلسفے فرعون کے جادوئی و مصنوعی سانپ ثابت ہوئے اور اسلامی نظریئہ نے عصاء موسی کا کردار ادا کیا ہے۔

اسلام ہی کی برکات سے اسلامی تاریخ نے دنیا میں ایسے نامور شخصیات جنم لیے کہ جنکی تعلیمات وافکار سے آج بھی دنیا معطر ہے، مغرب عروج کی جن بلندیوں پر گامزن ہے اسکی بنیادوں میں اسلامی دنیا کے ان نامور شخصیات کی افکار و نظریات کار فرما ہے۔

مسلم دنیا کی ان مفکرین کی فہرست کافی لمبی ہے، ان میں ایک عظیم مفکر، مفسر، فقیہ و فلسفی ابو الحسن علی بن محمد بن حبیب الماوردی

ہے۔آپ 364ھ بمطابق 974ء کو عراق میں پیدا ہوئے اور 86 سال کی عمر میں 450ھ بمطابق 1057ء میں انتقال فرمایا۔اسلامی تاریخ میں بڑے بڑے شخصیات پیدا ہوئے ہیں، لیکن امام ماوردی اپنے علمی، فکری وسیاسی کارناموں کی وجہ سے ہمیشہ یاد رہیں گے۔

آپ کے افکار و نظریات سے مغرب دنیا نے بھی استفادہ کیا ہے۔اسلامی دنیا کے مفکرین ودانشوروں کا فرض بنتا ہے کہ مسلم نوجوانوں کا رشتہ اسلاف سے جوڑے،اسلاف کی تعلیمات وافکار سے انہیں متعارف کروائیں۔مغرب کی ذہنی غلامی سے انہیں فکری آزادی دلائیں۔

زیر نظر ارٹیکل میں امام ماوردی کی عسکری وسیاسی حکمت عملیوں کے حوالے سے مختصر بحث پیش خدمت ہے۔

بہترین سپہ سالار کا انتخاب:

کسی بھی مملکت کے دفاع یا جنگ میں فتح وشکست کے سبب میں سپہ سالار کا کردار نمایاں حیثیت رکھتا ہے کیونکہ بعض اوقات بہترین سپہ سالار شکست کو فتح میں تبدیل کر دیتا ہے مثلا: جنگ احد اور جنگ حنین میں عارضی شکست کے باوجود آپ ﷺ ثابت قدم رہے اور قائدانہ صلاحیتوں کی وجہ سے بگڑتی ہوئی حالات کو قابو کر لئے۔

پیغمبر اسلام ،امام انقلاب ﷺ کی سربراہی اور سپہ سالاری میں ہونے والے تمام غزوات میں مجاہدین اسلام کو اللہ کی مدد و نصرت سے فتح نصیب ہوئی۔نبی کریم ﷺ کی بہترین دفاعی حکمت عملیوں کی وجہ سے اللہ نے مسلمانوں کو بڑے اہداف حاصل کرنے کی توفیق عطاء فرمائی۔

امام ماوردی فوجی سپہ سالار کے لیے "الامارۃ علی الجهاد" کی اصطلاح استعمال کرتے ہیں اور فوجی سپہ سالار کی دو اقسام بتاتے ہیں۔ایک وہ سپہ سالار جس کا دائرہ اختیار صرف لشکروں کو ترتیب دینا اور جنگ کے تدابیر ہو۔دوسرا وہ سپہ سالار جس کے اختیارات لامحدود ہو۔

لہذا وہ سپہ سالار جس کے اختیارات لامحدود ہو تو ایسے سپہ سالار کو (COMMANDER IN CHIEF) کمانڈر انچیف کہا جاتا ہے۔امام ماوردی نے نبی مہربان ﷺ کی بہترین حکمت عملیوں کی روشنی میں سپہ سالار کے لیے مندرجہ ذیل ہدایات اور احکامات ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"والذی یتعلق بها من الاحکام اذا عمت ستة اقسام۔"[1]

ترجمہ: اور وہ جو اس عہدے سے متعلق ہے جب وہ عام ہو تو اس کے چھ اقسام ہے۔

امام ماوردی نے محاذ جنگ کے لیے لشکر کی روانگی سے لیکر فتح یا شکست کے بعد کے تمام ہدایات واحکامات کو ایک آئین کی شکل میں مرتب فرمایا ہے جو کہ مندرجہ ذیل ہیں:

جنگ کے لیے روانگی کے وقت ہدایات:

جب لشکر کی روانگی کا وقت ہو تو سپہ سالار لشکر کو نرم رفتار کے ساتھ چلنے کی تاکید کریں تاکہ ضعیف اور کمزور افراد کو بھی چلنے میں آسانی ہو ،کیونکہ تیز چلنے میں کمزوروں کی ہلاکت اور طاقتوروں کی کمزروی کا اندیشہ ہے۔لہذا حالات کے پیش نظر چال چلن کا خیال رکھے۔محاذ جنگ

کے لیے روانگی کے وقت گھوڑوں کا معائنہ بھی کرے جو کمزور یا زخمی گھوڑے ہوانہیں نکال دیں۔ موجودہ دور چونکہ جدید ٹیکنالوجی کا دور ہے لہذا اس دور میں سپہ سالار کو جدید سے جدید ہتھیار کا استعمال اور انتخاب کرنا چاہیے، کیونکہ اللہ کا ارشاد گرامی ہے:

"وَاَعِدُّوْا لَهُمْ مَّا اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ قُوَّةٍ۔"[۲]

ترجمہ: تم ان (کفار) کے مقابلے کے لیے اپنی طاقت بھر قوت کی تیاری کرلو۔

دور جدید میں جتنے آلات حرب وضرب ہیں ان تمام کے حصول کے لیے عملی طور پر کوشش کرنی چاہیے کیونکہ جب فوج کے علم میں یہ بات ہو کہ وہ جدید آلات سے مسلح ہیں تو اس سے ان کا اعتماد بحال ہوگا اور دشمن ایک حد تک خوف زدہ بھی ہوگا۔

اسی طرح امام ماوردی لشکر میں شریک تمام سپاہیوں کے حقوق کی ادائیگی کے حوالے سے تذکرہ کرتے ہیں کہ سپہ سالار کو چاہیے کہ وہ تمام سپاہیوں کی کفالت کا انتظام کریں اور انہیں تنخواہ کے علاوہ مال غنیمت میں سے بھی حصہ دے۔

لشکر کی روانگی کے وقت ہر دو فریق پر نگران اور نقیب مقرر کرے تاکہ ان کے ذریعے سے لشکر کے حالات معلوم ہوتے رہیں اور سپہ سالار وقفے وقفے سے تمام حالات وواقعات سے باخبر رہے۔

اس کے علاوہ ہر فریق کے لیے مخصوص الفاظ بطور شعار (علامت) مقرر کردے جن کو باہم مخاطب کرنے کے لیے استعمال کریں تاکہ تمام جماعتیں ممتاز بھی معلوم ہوتے رہے اور مجتمع بھی ہو سکیں۔

مسلمانوں کے لشکر میں جو منافق یا کفار کا جاسوس ہوانہیں لشکر سے الگ کر کے نکال دیں کیونکہ ایسے لوگ مسلمانوں کے لیے بزدلی اور اضطراب کا سبب بنتے ہیں جیسا آپ ﷺ نے عبداللہ بن ابی کو بعض غزوات سے اس جرم میں نکالا تھا۔

سپہ سالار تمام سپاہیوں میں برابری کا سلوک رکھیں اور اپنے ہم خیال اور عزیزوں کو کسی بھی وجہ سے ترجیح نہ دے تاکہ اتحاد اور یکجہتی برقرار رہے ورنہ آپس میں پھوٹ پڑنے کا اندیشہ رہے گا اللہ تعالی کا فرمان مبارک ہے:(واطیعوا اللہ ورسولہ ولا تنازعوا فتفشلوا وتذہب ریحکم واصبروا ان اللہ مع الصبرین۔)[۳]

ترجمہ: اللہ اور اسکے رسول کی فرمان برداری کرو، اور آپس میں اختلاف نہ کرو ورنہ بزدل ہو جاؤ گے اور تمہاری ہوا اکھڑ جائے گی اور صبر سے کام لو، یقیناً اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔

تحقیق سے معلوم ہوتا ہے کہ امام ماوردی کی ذکر کردہ اصول اور ضوابط فوج کے اندر اتفاق اور اتحاد کو برقرار رکھنے کے لیے بہترین راہنما اصول ہے۔ مندرجہ بالا اصول وہ ہے جن کا تعلق جنگ سے پہلے ہے یعنی فوج کے اندر نظم وضبط، جنگی ہتھیار سے لیس ہونا، محاذ جنگ پر پہنچنے کے لیے سواریوں کا انتظام، انتشار سے بچنے کے لیے منافقین اور جاسوسوں کا اخراج، اور باہم متحد ہونے کے لیے مختلف دستوں پر نگراں مقرر کرنا وہ لازمی امور ہیں جن کا خیال رکھنا ایک سپہ سالار کے فرائض میں شامل ہے۔

اصول جنگ:

اللہ کے نزدیک دین صرف اسلام ہی ہے یہ دین غالب ہونے کے لیے آیا ہے۔ دین اسلام ایک داعی مذہب ہے۔اس کی اشاعت کی ذمہ داری آپ ﷺ کو نبوت کے آغاز ہی سے سونپ دی گئی ہے جس کا اندازہ مندرجہ ذیل قرآنی آیات سے لگایا جاسکتا ہے:

"اُدْعُ اِلٰى سَبِيْلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَ الْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ وَ جَادِلْهُمْ بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ ؕ اِنَّ رَبَّكَ هُوَ اَعْلَمُ بِمَنْ ضَلَّ عَنْ سَبِيْلِهٖ وَ هُوَ اَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِيْنَ۔"[4]

ترجمہ: اپنے رب کی راہ کی طرف لوگوں کو اللہ کی وحی اور بہترین نصیحت کے ساتھ بلائے اور ان سے بہترین طریقے سے گفتگو کرے، بے شک آپ کا رب اپنی راہ سے بھٹکنے والوں کو بھی اچھی طرح جانتا ہے اور راہ یافتہ لوگوں سے بھی پوری طرح واقف ہے۔

وان احد من المشرکین استجارك فاجره حتی یسمع کلام الله ثم ابلغه ما منه ذلك بأنهم قوم لا یعلمون۔"[5]

ترجمہ: اور اگر مشرک لوگ آپ سے پناہ مانگے تو آپ اسے پناہ دے دے یہاں تک کہ وہ اللہ کا کلام سن لے پھر اسے اپنی جائے امن تک پہنچا دے یہ اس لیے کہ یہ لوگ ناسمجھ دار ہے۔

فَاِنْ اَعْرَضُوْا فَمَآ اَرْسَلْنٰكَ عَلَيْهِمْ حَفِيْظًا ؕ اِنْ عَلَيْكَ اِلَّا الْبَلٰغُ ؕ"[6]

ترجمہ: اگر یہ منہ پھیر لیں تو ہم نے آپ کو ان پر نگہبان بنا کر نہیں بھیجا، آپ کے ذمہ تو صرف پیغام پہنچا دینا ہے

مکی ہی نہیں بلکہ ایسے احکامات ان مدنی سورتوں میں بھی جابجا پائے جاتے ہیں، جو اس زمانہ میں نازل ہوئی کہ جب نبی کریم ﷺ کے زیر فرمان اور زیر قیادت ایک بڑی فوج تھی اور نصرت رحمن سے آپ کی اوج کمال کو چھو رہی تھی۔ مثلا:

"لَآ اِكْرَاهَ فِي الدِّيْنِ"[7]

ترجمہ: دین کے بارے میں کوئی زبردستی نہیں ہے۔

"وَ اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَ اَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ ۚ فَاِنْ تَوَلَّيْتُمْ فَاِنَّمَا عَلٰى رَسُوْلِنَا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ۔"[8]

ترجمہ: (لوگو) اللہ کا کہنا مانو اور رسول کا کہنا مانو۔ پس اگر تم اعراض کرو تو ہمارے رسول کے ذمہ صرف صاف پہنچا دینا ہے۔

ان آیات سے یہ نتیجہ اخذ ہوتا ہے کہ جبر نہ اسلامی تعلیمات کا حصہ ہے اور نہ ہی مسلمانوں کا مزاج البتہ روئے زمین سے ظلم وجبر کو ختم کرنے، مذہب کا تحفظ اور مظلوم جانوں کی دادرسی کرنے کے لیے اللہ نے مسلمانوں پر جہاد کو فرض فرمایا ہے تاکہ اللہ کی زمین پر اللہ کا نظام قائم ہو جائے۔ اور اگر جنگ کی نوبت آ بھی جائے تو دین اسلام نے اس کے لیے اصول اور ضوابط مقرر فرمائے ہیں۔ امام ماوردی نے قرآن اور سنت کی روشنی میں جنگ کے لیے مندرجہ ذیل اصولوں کا ذکر فرمایا ہے: "من احکام هذه الامارة فی تدبیر الحرب۔"[9]

جنگی تدابیر اور حکمت عملیوں کو امام ماوردی نے تدبیر الحرب (جنگی تدابیر) کا نام دیا ہے اور دشمن یعنی کفار اور مشرکین پر حملہ کرنے سے پہلے دار الحرب کے مشرکوں کی دو قسمیں بیان فرمائی ہے اور دونوں پر حملہ آور ہونے کے حوالے سے الگ الگ اصول بیان کئے ہیں۔

پہلی قسم:

وہ مشرک جن کو اسلام کی دعوت پہنچ چکی ہے مگر ایمان نہیں لائے تو اس صورت میں ان کے ساتھ جنگ کرنے میں سپہ سالار کو دو باتوں کا اختیار ہے۔ایک یہ کہ رات یا دن میں ان پر اچانک ٹوٹ پڑے اور آگ لگا دے۔ دوسرا یہ کہ انہیں ڈرائے اور جنگ کے لیے باقاعدہ صف بندی کرے۔

دوسری قسم:

وہ مشرک جن کو ابھی دعوت اسلام نہیں پہنچی ہے تو ان لوگوں کے ساتھ نہ اچانک جنگ کرنا جائز ہے اور نہ ہی انکے گھروں کو آگ لگانا جائز ہے اسلیے کہ ان کو پہلے اسلام کی طرف دعوت دیں گے انہیں اللہ کی راہ کی طرف بلائیں گے اللہ کا ارشاد گرامی ہے:

(اُدْعُ اِلٰى سَبِيْلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَ الْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ وَ جَادِلْهُمْ بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ)۱۰

ترجمہ: اپنے رب کی راہ کی طرف لوگوں کو اللہ کی وحی اور بہترین نصیحت کے ساتھ بلائے اور ان سے بہترین طریقے سے گفتگو کرے۔

یعنی احسن اور اچھے طریقے سے انہیں اسلام کی دعوت دیں گے اگر اسلام کی دعوت قبول کرنے سے انکار کریں تو پھر مسلمانوں کو یہ اختیار ہے کہ وہ ان پر حملہ آور ہو جائے۔اور اگر دعوت و تبلیغ سے پہلے اچانک ان پر حملہ کیا گیا یا شب خون مارا تو اس حوالے سے امام ماوردی فرماتے ہیں کہ مقتولین کا خون بہا دینا ہو گا جو مسلمان کے خون بہا کے مساوی ہو گا۔

میدان جنگ میں خواتین، بچوں اور بوڑھوں کی قتل کی ممانعت:

امام ماوردی جنگ کے دوران ہر کافر و مشرک کے قتل کو جائز قرار دیتے ہیں خواہ وہ لڑ رہا ہو یا نہ لڑ رہا ہو۔

البتہ بوڑھوں، بچوں، عورتوں اور راہبوں کے قتل کے بابت وہ لکھتے ہے کہ وہ جب تک لڑائی میں حصہ نہ لیں ان کو قتل نہ کیا جائے۔امام ماوردی لکھتے ہیں:

"ولا یجوز قتل النساء والولدان فی حرب ولا فی غیر ھا مالم یقاتلو ا -"۱۱

ترجمہ: اور عورتوں اور بچوں کا قتل کرنا جائز نہیں ہے نہ جنگ میں اور نہ اسکے علاوہ جب تک وہ نہ لڑے۔

امام ماوردی بطور دلیل ان احادیث سے استدلال کرتے ہیں جن میں آپ ﷺ نے عورتوں بچوں کو قتل کرنے سے منع فرمایا ہے۔

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے:

"نھی رسول اللہ عن قتل النساء والصبیان۔"۱۲

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے عورتوں اور بچوں کو قتل کرنے سے منع کیا۔

"لا تقتلوا شیخا فا نیا ولا طفلا ولا صغیرا ولاامراۃ ولا تغلو ا وضمو ا غنائمکم واصلحو ا واحسنوافان اللہ یحب المحسنین۔"۱۳

ترجمہ: بوڑھے آدمی، شیر خوار اور نابالغ بچوں اور عورتوں کو قتل نہ کرنا، خیانت نہ کرنا، مال غنیمت اکھٹا کر لینا، اصلاح اور احسان کرنا ہے کیونکہ

اللہ تعالیٰ احسان کرنے والوں کو پسند کرتا ہے۔

ان احادیث کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ اسلام نے جنگ کو ان تمام افعال سے پاک کر دیا ہے جو زمانہ جاہلیت میں جنگ کا لازمی جزو بنے ہوئے تھے۔

زمانہ جاہلیت میں جنگی قیدیوں کے ساتھ چھوٹے بچوں اور عورتوں کو بھی قتل کرتے تھے، بلکہ انہیں آگ میں جلادیتے تھے۔ دین اسلام نے ان تمام طریقوں کو ختم کر دیا۔

سپہ سالار کے فرائض:

سپہ سالار کے یہ فرائض فوجی انتظام سے متعلق ہے جس میں سپہ سالار پر دس اہم ذمہ داریاں عائد ہوتی ہے۔امام ماوردی لکھتے ہیں:

"من احکام هذه الامارة ما یلزم من امیر الجیش فی سیاستهم والذی یلزمهم فیهم عشرة اشیاء۔"[۱۴]

ترجمہ: اس عہدہ کے احکامات، جو ایک سپہ سالار کے لیے اصلاح کے حوالے سے ضروری ہے وہ دس امور ہیں۔

1 جنگ کے لیے بہتر جگہ کا انتخاب:

جنگ کیلئے ایسے مقام کا انتخاب کرے جسکی زمین نرم ہو، پانی، چارہ بکثرت ہو۔ دور نبوی ﷺ اور اس کے بعد جنگیں آمنے سامنے اور دوبدو لڑی جاتی تھیں۔ زمین کی حالت فوج کی کارکردگی پر کافی حد تک اثر انداز ہوتی تھی۔ جنگ بدر میں مسلمانوں نے جس جگہ کا انتخاب کیا تھا وہ موزوں اور بہتر تھا اور کفار نے جس جگہ پڑاؤ ڈالا تھا وہ بالکل مناسب اور موزوں نہیں تھا جیسا کہ امام طبری نے لکھا ہے:

"یہ وادی بہت نرم اور دھنسنے والی تھی رسول ﷺ اور صحابہ کرام کی قیام گاہ میں صرف اتنی بارش ہوئی کہ مٹی بیٹھ گئی، زمین سخت ہو گئی جو ان کے چلنے میں مزاحم نہیں ہوئی اس کے برخلاف قریش کی قیام گاہ میں اس قدر شدید بارش برسی کہ کیچڑ کی وجہ سے وہ رسول ﷺ کے مقابلہ پر اسی وقت اپنے مقام سے نہ نکل سکے۔"[۱۵]

اس کے علاوہ آپ ﷺ نے احد کے دامن میں ایسی جگہ پڑاؤ ڈالا کہ احد کا پہاڑ آپ ﷺ کی پشت پر تھا کیونکہ سامنے مدینہ تھا اور پیچھے احد کا بلند و بالا پہاڑ اس طرح دشمن کا لشکر مدینہ کے درمیان حد فاصل بن گیا۔"[۱۶]

لہذا سپہ سالار کو ایسی جگہ کا انتخاب کرنا چاہیے کہ جہاں فوج کو مکمل اطمینان حاصل ہو کہ دشمن پشت سے حملہ آور نہیں ہو سکتا ہے۔

اسی طرح سپہ سالار میں یہ صفت بھی ہونے چاہیے کہ اپنے لیے ایسی جگہ کا انتخاب کرے جہاں سے وہ میدان جنگ پر نظر رکھ سکے۔ جیسا سالار اعظم ﷺ نے جنگ احد میں عریش ایسی مقام پر نصب فرمایا جہاں سے جنگ کا میدان مکمل طور پر آپ کے نظروں کے سامنے تھا اور آپ وہاں سے صحابہ کرام کو ہدایات دے رہے تھے۔ لہذا پڑاؤ کے لیے ایک اونچی جگہ منتخب فرمائی تھی۔[۱۷]

2 دشمن کے اچانک حملہ سے حفاظت:

فوج کو دشمن کے اچانک حملہ سے محفوظ رکھنے کیلئے تدابیر کریں۔ پوشیدہ مقامات اور ناکوں پر قابل اطمینان اور خصوصی دستے تعینات کرے

تاکہ عام حالات کے وقت فوج آرام کرے اور جنگ کے وقت دوسرے لوگ امن سے رہیں۔

3۔ضروریات زندگی کا سامان مہیا رکھے اور حسب ضرورت اسے تقسیم بھی کرے تاکہ سپاہیوں کے دل مستغنی رہے اور بہادری کے ساتھ لڑنے کیلئے بھی تیار ہو۔

4دشمن کی نقل وحرکت پر نظر:

دشمن کے حالات معلوم کرنے کیلئے بہترین جاسوسی کا انتظام ترتیب دیں۔تاکہ دشمن کے فریب اور دھوکہ سے مامون رہے لہذا معلومات حاصل کرنے کے لیے جاسوس گروہوں کو بھیجا جائے جو دشمن کے ساز وسامان، تعداد، اسلحہ اور دوسرے منصوبوں کی خبر دیں۔آپ ﷺ وقتاً فوقتاً ایسے دستے روانہ فرماتے تھے۔

5۔صفوں میں اتحاد اور یکجہتی کو برقرار رکھے، کوئی ایسا اقدام نہ کرے جس سے فوج میں انتشار پیدا ہونے کا خطرہ ہو۔

6۔فتح ونصرت کی امیدوں سے فوج کے حوصلے بڑھائے تاکہ دشمن ان کی نظروں میں حقیر ہو جائے اور جرات پیدا ہو کر دشمن سے ڈٹ کر مقابلہ کرے۔

7۔سپاہیوں اور مجاہدین کو دنیا وآخرت کے ثواب کی امید دلائے یعنی جنت کے طلب گاروں سے جزائے خداوندی کا وعدہ کرے اور دنیا داروں کو مال غنیمت کی امید دلائے اس حوالے سے امام ماوردی قرآن کی اس آیت سے استدلال فرماتے ہیں:

"وَمَنْ يُّرِدْ ثَوَابَ الدُّنْيَا نُؤْتِهٖ مِنْهَا ۚ وَمَنْ يُّرِدْ ثَوَابَ الْاٰخِرَةِ نُؤْتِهٖ مِنْهَا ۭ وَسَنَجْزِي الشّٰكِرِيْنَ۔"[18]

ترجمہ: دنیا چاہنے والوں کو ہم دنیا دیں گے اور آخرت کا اجر چاہنے والوں کو ہم بھی دیں گے۔اور احسان والوں کو ہم جلد بدلہ دیں گے۔

ثواب دنیا سے مراد امام ماوردی مال غنیمت لیتے ہیں ہے اور ثواب آخرت سے جنت مراد لیتے ہے لہذا اللہ تعالی نے دونوں فریق کی مرغوبات کا ذکر فرمایا ہے۔

8۔مشکل معاملات میں ارباب عقل اور سیاست دانوں سے مشورہ کرے تاکہ ملکی مفاد میں بہتر فیصلے ہو سکے۔بطور دلیل امام ماوردی اس آیت سے استدلال کرتے ہیں:

"وَشَاوِرْهُمْ فِي الْاَمْرِ "[19]

ترجمہ: اور کام کا مشورہ ان سے کیا کریں۔

لہذا ملکی سطح پر تمام اہل عقل اور ذہین ترین دانشوروں سے مشورہ انتہائی اہم اور ضروری ہے۔

9۔فوج کو احکام دینیہ کی تعلیمات سے روشناس کرائے اور انہیں اوامر ونواہی پر کاربند رکھے۔کسی کو احکام دینیہ اور حقوق اللہ و حقوق العباد سے انحراف کرنے کی جرات نہ ہونے دے۔مجاہدین کا جو مذہب کیلئے سربکف ہیں حلال وحرام میں فرق کرنا عام لوگوں سے بھی زیادہ ضروری ہے لہذا سپاہیوں کی روحانی تربیت ایک اہم فریضہ ہے۔

10۔فوج کو تجارت، زراعت سے دور رکھے تاکہ وہ اس اہم فریضے کو یکسوئی سے ادا کریں اور یہ تب ممکن ہے جب ضروریات زندگی کا پورا سامان ان کو میسر ہو۔

فوجیوں کے فرائض:

اسلامی مملکت کی دفاع ایک اہم ضرورت ہے اور اس اہم ضرورت کو پورا کرنے کے لیے فوج اور مجاہدین نے ہر دور میں قربانیاں پیش کی ہیں۔ اسلامی فوج کے فرائض اسلامی مملکت اور سرحدات کی حفاظت ہے۔اسی تناظر میں امام ماوردی فوجیوں کے فرائض کے حوالے سے لکھتے ہیں:

"من احکام هذه الامارة ما یلزم المجاهدین معه من حقوق الجهاد وهو ضربان۔"٢٠

فوجیوں کے فرائض دو قسم کے ہوتے ہیں ایک وہ جن کا تعلق حقوق اللہ سے ہیں۔دوسرے وہ جن کا تعلق امیر سے ہیں۔امیر سے مراد امیر لشکر ہے اور حقوق اللہ سے مراد اللہ کے حقوق ہے۔مطلب یہ ہے کہ سپاہی کے فرائض میں دو باتیں شامل ہے ایک اطاعت امیر اور دوسرا اللہ کے حقوق کی ادائیگی کہ اللہ نے جہاد کے حوالے سے جو احکامات نازل فرمائے ہیں ان تمام احکامات کی پابندی کرنا ضروری ہے۔

دشمن کے ساتھ بہادری سے لڑنا:

دشمن کے ساتھ اس بہادری سے لڑنا کہ اگر دشمن دوچند بھی ہو تو بھی ان سے پسپا نہ ہو۔ابتداء میں اللہ نے ایک مسلمان کو دس کافروں کے مقابل قرار دیا تھا۔اللہ کا ارشاد ہے:

"يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ حَرِّضِ الْمُؤْمِنِيْنَ عَلَى الْقِتَالِ ؕ اِنْ يَّكُنْ مِّنْكُمْ عِشْرُوْنَ صٰبِرُوْنَ يَغْلِبُوْا مِائَتَيْنِ ۚ وَاِنْ يَّكُنْ مِّنْكُمْ مِّائَةٌ يَّغْلِبُوْۤا اَلْفًا مِّنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَفْقَهُوْنَ ۔"٢١

ترجمہ: اے نبی ﷺ ایمان والوں کو جہاد پر ابھارو، اگر تم میں بیس بھی صبر کرنے والے ہوں گے، تو وہ دو سو پر غالب رہیں گے۔اور تم میں ایک سو ہوں گے تو ایک ہزار کافروں پر غالب رہیں گے۔اس لیے کہ وہ بے سمجھ لوگ ہیں۔

یہ حکم بدر کے دن تھا کہ ہر مسلمان پر دس کافروں سے لڑنا اللہ نے فرض کر دیا تھا تو یہ حکم مسلمانوں کے لیے بڑا تکلیف دہ اور مشکل تھا۔اس کے بعد اللہ نے اس حکم میں کمی فرمادی اور ایک مسلمان کو دو کافروں کے مقابل قرار دے دیا اللہ کا ارشاد ہے:

"اَلْـٰٔنَ خَفَّفَ اللّٰهُ عَنْكُمْ وَعَلِمَ اَنَّ فِيْكُمْ ضَعْفًا ؕ فَاِنْ يَّكُنْ مِّنْكُمْ مِّائَةٌ صَابِرَةٌ يَّغْلِبُوْا مِائَتَيْنِ ۚ وَاِنْ يَّكُنْ مِّنْكُمْ اَلْفٌ يَّغْلِبُوْۤا اَلْفَيْنِ بِاِذْنِ اللّٰهِ ؕ وَاللّٰهُ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ ۔"٢٢

ترجمہ: اچھا اب اللہ تمہارا بوجھ ہلکا کرتا ہے، وہ خوب جانتا ہے کہ تم میں کمزوری ہے پس اگر تم میں سے ایک سو صبر کرنے والے ہوں گے تو وہ دو سو پر غالب رہیں گے اور اگر تم میں سے ایک ہزار ہوں گے تو وہ اللہ کے حکم سے دو ہزار پر غالب رہیں گے، اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔اس آیت سے ایک مسلمان کا دو کافروں سے قتال کا حکم ثابت ہو رہا ہے لھذا جب مسلمانوں کی تعداد کم تھی تو ان کو زیادہ تعداد سے لڑنے کا حکم دیا جب مسلمان زیادہ ہو گیے تو اللہ نے اس حکم میں تخفیف کر دی۔

صبر واستقامت:

ہر فوجی کے لیے ضروری ہے کہ وہ ہمت واستقامت کے ساتھ میدان جنگ میں لڑتا رہے اور کسی طرح بھی میدان جنگ سے راہ فرار اختیار کرنے کی کوشش نہ کرے، بلکہ دین وملک کی خاطر سیسہ پلائی ہوئی دیوار بن کر لڑے۔ دشمن سے کسی بھی صورت میں پسپا نہیں ہونا چاہیے الا یہ کہ دشمن کو اگر دھوکہ دینے کیلئے پسپائی اختیار کرے یا پیچھے ہٹ جائے اور پھر مڑ کر حملہ کرنا چاہے تو یہ صورت جائز ہے اللہ کا ارشاد گرامی ہے:

"وَمَنْ يُّوَلِّهِمْ يَوْمَئِذٍ دُبُرَهٗٓ اِلَّا مُتَحَرِّفًا لِّقِتَالٍ اَوْ مُتَحَيِّزًا اِلٰى فِئَةٍ فَقَدْ بَآءَ بِغَضَبٍ مِّنَ اللّٰهِ وَمَاْوٰىهُ جَهَنَّمُ ؕ وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ۔"۲۳

ترجمہ: اور جو شخص ان سے اس موقع پر پشت پھیرے گا مگر ہاں جو لڑائی کے لئے انداز بدلتا ہو یا جو اپنی جماعت کی طرف پناہ لینے آتا ہو وہ مستثنیٰ ہے۔ اور جو ایسا کرے گا وہ اللہ کے غضب میں آجائے اور اس کا ٹھکانہ جہنم ہے اور بہت ہی بری جگہ ہے۔

یعنی دشمنوں کو فریب دینے کے لیے شکست دکھائے اور مقصد یہ ہو کہ دشمن کو غافل بنا کر لوٹ کر حملہ کرے گا یا اگر لڑتے لڑتے تھک جائے تو اپنی جماعت سے آملے اور مقصد یہ ہو کہ تھکان دور ہونے کے بعد وہ دوبارہ جا کر لڑے گا تو یہ صورت جائز ہے۔

لڑائی کا مقصد غلبہ دین:

سپاہی صرف اور صرف اللہ کی دین کی نصرت اور غلبے کے لیے لڑ رہا ہو، دنیاوی جاہ وجلال اور شہرت اسکے پیش نظر نہ ہو۔ اللہ کا فرمان ہے:

"هُوَ الَّذِيْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ ۙ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ ۔"۲۴

ترجمہ: اسی نے اپنے رسول کو ہدایت اور سچے دین کے ساتھ بھیجا ہے کہ اسے اور تمام ادیان پر غالب کردے اگرچہ مشرک برا مانیں۔

سپاہی اس نیت اور ارادے سے لڑے کہ اس کے پیش نظر دین اسلام کا غلبہ ہو، لھذا نیت کو خالص کر کے لڑائی میں شامل ہو۔

اطاعت امیر:

اطاعت کسی جنگی معرکے میں کامیابی کا ایک اہم اور بنیادی ستون مانا گیا ہے۔ زندگی کے ہر شعبے میں اطاعت امیر لازم ہے، لیکن حالات جنگ میں اس کی اہمیت اور زیادہ ہو جاتی ہے۔ لہذا فوج کو سپہ سالار کی تمام ہدایات کا مکمل طور پر پابند ہونا چاہیے۔

"حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا جس نے میرا حکم مانا اس نے اللہ کا حکم مانا، اور جس نے میری نافرمانی کی اس نے اللہ کی نافرمانی کی۔ جو امیر کا حکم مانتا ہے گویا وہ میرا حکم مانتا ہے، اور امیر کی نافرمانی کرتا ہے گویا وہ میری نافرمانی کرتا ہے بیشک امام تو ڈھال کی طرح ہے کہ اس کے پیچھے لڑتے ہیں اور اس کی پناہ لیتے ہیں اگر وہ اللہ سے ڈرتے ہوئے کوئی حکم دے اور انصاف کرے تو اس کا اسے اجر ملے گا اور اگر اس کے برعکس کریگا تو اس کا وبال انہی پر ہو گا۔"۲۵

اس لیے سپہ سالار کی مکمل اطاعت اور سربراہی کو قبول کرنا ہر سپاہی پر لازم ہے۔ تمام امور وانتظام سپہ سالار کے سپرد کرنا چاہیے اور اسکے تدابیر پر مکمل اعتماد اور بھروسہ کے ساتھ ساتھ کسی امر میں بھی اختلاف نہیں کرنا چاہیے افسر کوئی بھی حکم دے تو فوراً اسکی تعمیل کریں اور اگر

افسر کسی معاملے میں ممانعت کریں تو فوراا س سے رک جائے۔

اسی طرح جب حاکم مال غنیمت تقسیم کریں تو سپاہی بخوشی اسکی تقسیم پر راضی ہو کر اسے قبول کریں۔

خلاصہ بحث:

پوری بحث کا خلاصہ یہ ہے کہ اسلامی مملکت کا دفاع ایک اہم فریضہ ہے اور اس اہم فریضہ کو سرانجام دینے کے لیے ایک بہترین سپہ سالار کا انتخاب انتہائی اہمیت کی حامل ہے۔ سپہ سالار کو دشمن کے ساتھ مقابلے کے لیے ہر وقت مجاہدین کو تیار رکھنا چاہیے اور جنگ کے دوران اسلام کے بتائے ہوئے اصولوں کی مکمل طور پر پاس داری کرنا ضروری ہے۔ وہ اصول اور ضوابط ہمیں نبی کریم ﷺ کی سربراہی میں لڑی جانی والی جنگوں میں نمایاں نظر آتی ہے حضرت محمد ﷺ کی سربراہی میں لڑی گئیں تمام جنگوں میں مسلمانوں کے لیے بہترین مشعل راہ ہے۔ ان جنگوں میں انصاف، حق وصداقت کا وہ اعلی نمونہ آپ ﷺ نے پیش فرمایا جس کی مثال دور جدید میں لڑی جانی والی جنگوں میں نہیں ملتی۔ سپہ سالار اور سپاہی اپنے اپنے فرائض بحسن وخوبی سرانجام دیں۔ کوتاہی اور غفلت، گناہ اور باعث عذاب ہے۔ حقوق اللہ اور حقوق العباد کی ادائیگی میں حتی المقدور کوشش کرنی چاہیے۔

مراجع وحواشی

(۱)الماوردی، ابوالحسن، علی بن محمد، الاحکام السلطانیہ والولایات الدینیہ، دار الکتب العلمیہ، بیروت، ۲۰۱۱، ص: ۴۳

(۲)الانفال، آیت: ۴۰

(۳)ایضا، آیت: ۴۶

(۴)النحل، آیت: ۱۲۵

(۵)التوبہ، آیت: ۶

(۶)الشوریٰ، آیت: ۴۸

(۷)البقرہ، آیت: ۲۵۶

(۸)التغابن، آیت: ۱۲

(۹)الماوردی، محولہ بالا، ص: ۴۶

(۱۰)النحل، آیت: ۱۲۵

(۱۱)الماوردی، محولہ بالا، ص: ۵۱

(۱۲)البخاری، محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح البخاری، المطبعۃ السلفیہ، قاھرہ، طبعۃ الاولی، ۱۴۰۳ھ، ج: 2، ص: ۳۶۲، رقم الحدیث: ۳۰۱۵

(۱۳)ابوداود، سلمان بن اشعث، سنن ابوداود، مکتبہ رحمانیہ، لاہور، س ن، ج: اول، حدیث: ۲۶۱۴، ص: ۳۷۶

(۱۴)الماوردی، محولہ بالا، ص: ۵۲

(۱۵)طبری، ابی جعفر محمد بن جریر، تاریخ طبری، دار الاشاعت، اردو بازار کراچی، س ن، ص: ۱۲۷

(۱۶)مبارک پوری، صفی الرحمن، الرحیق المختوم، دار الکتب السلفیہ، شیش محل روڈ لاہور، س ن، ص: ۱۴۷

(۱۷)ایضا

(۱۸)آل عمران، آیت: ۱۴۵

(۱۹)ایضا، آیت: ۱۵۹

(۲۰)الماوردی، محولہ بالا، ص: ۵۳

(۲۱)الانفال، آیت: ٦۵

(۲۲)ایضا، آیت: ٦٦

(۲۳)ایضا، آیت: ١٦

(۲۴)التوبہ، آیت: ۳۳

(۲۵)البخاری، محمد بن اسماعیل، مترجم: عبدالحکیم خان اختر شاجہان پوری، الجامع الصحیح البخاری، فرید بک اسٹال، اردو بازار، لاہور، س ن، ج: ۲، ص: ۱۲۰

References

1. Al-Mawardi, Abu al-Hasan, Ali ibn Muhammad, Al-Ahkam al-Sultaniyyah wa al-Wilayat al-Diniyah, Dar al-Kutub al-Ilmiyah, Beirut, 2011, p. 43
2. Al-Anfal, verse: 40
3. Al-Iyda, verse: 46
4. An-Nahl, verse: 125
5. At-Tawbah, verse: 6
6. Al-Shura, verse: 48
7. Al-Baqarah, verse: 256
8. Al-Taghabun, verse: 12
9. Al-Mawardi, cited above, p. 46
10. An-Nahl, verse: 125
11. Al-Mawardi, cited above, p. 51
12. Al-Bukhari, Muhammad ibn Ismail, Al-Jami’ al-Sahih al-Bukhari, Al-Muttabat al-Salafiya, Cairo, First Edition, 1403 AH, vol. 2, p. 362, Hadith number: 3015
13. Abu Dawud, Salman bin Ash'ath, Sunan Abu Dawud, Maktaba Rahmaniyya, Lahore, Sunnah, Vol. I, Hadith: 2614, p. 376
14. Al-Mawardi, cited above, p. 52
15. Tabari, Abu Ja'far Muhammad bin Jarir, Tarikh Al-Tabari, Darul-Asha'at, Urdu Bazaar Karachi, Sunnah, p. 127
16. Mubarak Puri, Safi-ur-Rahman, Al-Raheeq Al-Makhtum, Darul-Kutub-ul-Salafiya, Sheesh Mahal Road Lahore, Sunnah, p. 147
17. Ibid.
18. Al-Imran, verse: 145
19. Ibid, verse: 159
20. Al-Mawardi, cited above, p. 53
21. Al-Anfal, verse: 65
22. Ibid, verse: 66
23. Ibid, verse: 16
24. At-Tawbah, verse :33
25. Al-Bukhari, Muhammad bin Ismail, Translated by Abdul Hakim Khan Akhtar Shahjahan Puri, Al-Jami' Al-Sahih Al-Bukhari, Farid Bookstore, Urdu Bazaar, Lahore, S.N., Vol. 2, p. 120